پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں فیض شناسی کی روایت

ڈاکٹر عمران ظفر

Abstract:

An important aspect of the critical and research work with reference to the life and works of Faiz Ahmad Faiz is the tradition of "Faiz Studies" in universities. In this regard University of The Punjab is in the forefront where the foundation of research work on Faiz was laid and a strong tradition got development. New avenues about Faiz studies have been opened before us due to the research work being done in University of the Punjab.

فیض احمد فیض کا شمار اردو کے ان چند خوش نصیب تخلیق کاروں میں کیا جا سکتا ہے جنھیں ان کی زندگی ہی میں پزیرائی ملی۔حیاتِ فیض ہی میں ان پر تنقیدی کتب اور رسائل کے خصوصی شماروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہوا۔ چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غالبیات اور اقبالیات کی اصطلاحات کے بعد فیض کی نسبت سے 'فیضیات' کی اصطلاح بھی متعارف ہونے لگی اور اردو ادب میں غالب اور اقبال شناسی کے بعد فیض شناسی کی روایت بھی مضبوط اور توانا ہوتی گئی۔فیض شناسی کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم اور قابلِ ذکر پہلو یونیورسٹیوں میں فیض شناسی کی روایت ہے۔اس روایت کے زیرِ اثر یونیورسٹیوں میں ایک طرف، فیض پر ہونے والے تحقیقی کام کی بدولت فیض شناسی کی نئی پرتیں کھل کر سامنے آئیں تو دوسری طرف اردو شاعری کے اس عظیم المرتبت تخلیق کار کو خراجِ تحسین اور اس کے نظریات کی تفہیم و تشریح کے سلسلے میں سیمینار منعقد کرانے کے ساتھ فیض احمد فیض کے فکر و فن کی نسبت سے خصوصی شمارے جاری کیے گئے۔

فیض احمد فیض کی شخصیت اور فن پر کتب اور رسائل کی اشاعت کے ساتھ جامعات میں فیض احمد فیض کی شخصیت اور فن پر تحقیقی مقالہ جات لکھنے کی روایت کا آغاز فیض احمد فیض کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔فیض پر سب سے پہلے تحقیقی مقالہ لکھنے کا اعزاز پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی مقالہ نگار حنیفہ اختر کو حاصل ہے جس نے

ڈاکٹر سید معین الرحمن کی نگرانی میں "فیض احمد فیض" کے موضوع پر ایم۔اے کی سطح کا تحقیقی مقالہ ۱۹۶۷ء میں لکھا۔ اس مقالے کے علاوہ بھی آٹھ مقالے ہیں جو مختلف اوقات میں لکھے گئے۔اب ان مقالات کا مختصراً تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

فیض احمد فیض: تحقیقی وتنقیدی مطالعہ (۱)

مقالہ نگار: حنیفہ اختر نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر سید معین الرحمن

سالِ تکمیل: ۱۹۶۷ء کل صفحات: ۱۹۵

بابِ اوّل: (فیض کے) حالاتِ زندگی

بابِ دوّم: فیض کی تصانیف ایک نظر میں

بابِ سوم: فیض کی غزل

بابِ چہارم: فیض کی منظومات

بابِ پنجم: "میزان" (نثرِ فیض)

اس مقالہ کو جامعات میں فیض شناسی کے حوالے سے لکھے گئے تحقیقی وتنقیدی مقالات میں اوّلیت کا اعزاز حاصل ہے۔مقالہ نگار نے پہلے باب کو گیارہ ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے جو ولادت، تعلیم، حیاتِ فیض کے دو اہم واقعات، فیض کی سیرت و کردار، حیات فیض کا اگلا ورق، شادی، امرتسر سے لاہور واپسی، راولپنڈی کیس، لینن امن انعام اور گھریلو زندگی پر مشتمل ہے۔ چھ صفحات کا دوسرا باب فیض احمد فیض کی پانچ تصانیف: نقش فریادی، دستِ صبا، زنداں نامہ، دستِ تہ سنگ اور میزان کی مختلف اشاعتوں کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔تیسرا باب فیض کی غزل گوئی کی نسبت سے ہے جس میں چھ ذیلی عنوانات کے تحت فیض کی غزل کے فکری وفنی رجحانات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ان عنوانات میں غزل کا فن اور تغزل فیض کی غزل ___ ارتقائی منزلیں (الف) نقشِ فریادی کا پہلا دور (ب) نقشِ فریادی کا دوسرا دور (ج) دستِ صبا، فیض کی غزل کا رومانوی رنگ، فیض کی غزل کا سیاسی رنگ، زنداں نامہ، دستِ تہ سنگ شامل ہیں۔مقالہ نگار نے فیض کی الگ الگ نظموں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہوئے فیض کے مخصوص نقطۂ نظر کے ساتھ ساتھ ان نظموں کے فنی اور جمالیاتی پہلو کو اپنی تنقید کا حصہ بنایا ہے۔ پانچویں اور آخری باب میں فیض کے تنقیدی مضامین کے مجموعے "میزان" پر بحث کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے فیض کے تنقیدی مضامین کا جائزہ لیتے ہوئے فیض کی فکر سے اغماز برتتے ہوئے صرف ان کے اسلوب پر روشنی ڈالی ہے۔فیض کے بحیثیت رجحان ساز اور منفرد نثر نگار ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں۔اگر چہ یہ مقالہ بحیثیت مجموعی ایک طالب علمانہ کاوش ہے۔تاہم اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے محدود وسائل اور کٹھن زدہ ملکی سیاسی حالات کے پیش نظر مقالہ نگار نے فیض کی شخصیت اور فن کا جس قدر احاطہ کیا ہے وہ قابل داد ادبی کارنامہ ہے۔

فیض کی غزل گوئی (۲)

مقالہ نگار: ماہرہ خانم — نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر سجاد باقر رضوی

سالِ تکمیل: ۱۹۸۵ء — کل صفحات: ۲۴۰

باب اوّل: فیض احمد فیض — سوانح، سیرت، تصانیف

باب دوّم: فنِ غزل اور غزل کی روایت

باب سوم: فیض کی غزل گوئی

باب چہارم: اردو غزل میں فیض کا مقام

ابتدائی دو ابواب کے بعد باب سوم مقالہ میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ جو تقریباً ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں غالب احمد کے مضمون ''فیض کا مقامِ غزل'' میں گنوائے گئے فیض کی غزل کے تین ادوار (ا) ارتقائی دور (ب) تجدیدِ غزل کا دور (ج) فیض کی غزل کا جدید دور کو بنیاد بناتے ہوئے تحقیق کا سفر شروع کیا گیا۔ چنانچہ پہلے دور کی غزل میں رومانیت، روایتی انداز، شعر، جدیدیت، غالب کے اثرات، اقبال کے اثرات کے بعد مجموعی جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرے دور کی غزل میں حقیقت پسندی، رجائیت، اساتذہ کے اثرات کے علاوہ تشبیہ اور استعارہ کے فن پر بھی بحث کی گئی ہے۔ تیسرے دور کا آغاز دستِ صبا سے کیا گیا ہے۔ جس میں فیض کے تصورِ عشق، تصورِ حسن، رومان و انقلاب، انقلابی شعور، سیاسی موضوعات، احساسِ تنہائی جیسے فکری پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ فنی محاسن پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ آخری باب میں فیض کا اردو غزل میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔

فیض احمد فیض کی اردو نثر (۳)

مقالہ نگار: ممتاز فاطمہ — نگران مقالہ: ڈاکٹر انور محمود خالد

سالِ تکمیل: ۱۹۸۸ء — کل صفحات: ۲۴۰

باب اوّل: اردو نثر نگاری: فیض احمد فیض سے پہلے

باب دوّم: فیض احمد فیض کی نثری تصانیف

باب سوم: فیض احمد فیض کی غیر مدوّن نثری تحریریں

باب چہارم: فیض احمد فیض کے موضوعاتِ نثر

باب پنجم: فیض حمد فیض کا اسلوبِ نثر

اس مقالے کے پہلے باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اوّل میں نثر نگاری کے بنیادی مباحث جبکہ دوسرے حصے میں ''اردو نثر نگاری فیض سے پہلے'' میں متقدمین کی نثر کا مختصر موضوعاتی و اسلوبیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں ۱۹۸۸ء تک فیض کی شائع شدہ نثری تخلیقات کا بالترتیب تعارف و تجزیہ ہے۔ میزان، صلیبیں مرے دریچے میں، متاعِ لوح و قلم، ہماری ثقافت، مہ و سالِ آشنائی، اقبال، سفرنامہ کیوبا، پاکستانی کلچر اور

قومی تشخص کی تلاش، پر تبصرہ کرتے ہوئے طویل اقتباسات کی بھرمار نے تحقیقی کام کو متاثر کیا ہے۔ تحقیق نے تدوین کا روپ دھار لیا ہے۔ البتہ تیسرے باب میں مقالہ نگار کی محنت اور محققانہ صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہوا ہے۔ اس باب میں چودہ کے قریب فیض کے اُن نثری فن پاروں کو جمع کیا گیا ہے جو منتشر حالت میں موجود تھے۔ چوتھے باب میں فیض کے موضوعاتِ نثر کا تجزیہ کرتے ہوئے غالب، اقبال، تہذیب، کلاسیکی شعرا، خاکہ نگاری، شاعری کے مباحث، فکشن کے موضاعات پر بھرپور ناقدانہ ومحققانہ بصیرت کا ثبوت دیا گیا۔ جبکہ آخری باب میں اسلوبِ نثر کے حوالے سے داخلیت، اختصار، تشبیہات وتراکیب، تمثیل کاری، طنز ومزاح، جمالیاتی احساس اور تنوع کا ذکر ہے۔

فیض احمد فیض اور مجید امجد کی نظموں میں محنت کشوں کا تصور(۴)

مقالہ نگار: نازتسنیم   نگران مقالہ: ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا

سالِ تکمیل: ۱۹۸۹ء   کل صفحات: ۲۵۸

باب اوّل: فیض احمد فیض اور مجید امجد کی شاعری کے سوانحی خاکے

باب دوّم: فیض احمد فیض اور مجید امجد کی شاعری کے پس منظر

باب سوم: فیض احمد فیض کی شاعری میں محنت کشوں کے مسائل کی پیش کش

باب چہارم: مجید امجد کی شاعری میں محنت کشوں کے مسائل کی پیش کش

باب پنجم: فیض حمد فیض اور مجید امجد کے کلام کا تقابلی جائزہ

ابتدائی دو ابواب میں اصل موضوع کا پس منظری مطالعہ پیش کیا گیا ہے کیوں کہ موضوع کی تفہیم وتشریح کے لیے پس منظر سے واقفیت ناگزیر ہے۔ باب سوم میں فیض کی ان خصوصی نظموں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے جو محنت کشوں کے مسائل کی ترجمانی کرتی ہیں۔ مقالہ نگار نے اس تجزیے میں فیض کے شعری مجموعوں کا ترتیب وار مطالعہ کرتے ہوئے موضوع تحقیق سے متعلقہ نظموں کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً نقش فریادی: مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ، سوچ، رقیب سے، چند روز اور مری جان، کتے، بول، موضوعِ سخن، دست صبا: سیاسی لیڈر کے نام، ترانہ، شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں، زنداں نامہ: آجاؤ افریقا!، یہ فصل بہاروں کی ہمدم، بنیاد کچھ تو، دست تہ سنگ: آج بازار میں پابہ جولاں چلو، سروادیِ سینا: انتساب لہو کا سراغ، یہاں سے شہر کو دیکھو، سپاہی کا مرثیہ، خورشید محشر کی لو، شام شہر یاراں: ترانہ، بچیا، مرے دل مرے مسافر: تین آوازیں، فلسطینی بچے کی لوری

چوتھے باب میں مجید امجد کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے ان نظموں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ جن میں مجید امجد نے غریب، مفلوک الحال، محنت کش طبقے کے جذبات اور حالات کی تصویر کشی کی ہے۔ اس سلسلے میں جن نظموں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے ان میں آہ یہ خوش گوار نظارے، گاؤں، یہی دنیا، ریل کا سفر، بیساکھ صبح جدائی، قیصریت، چچی، طلوع فرض، ہنواڑی، مقبرہ جہانگیر، ریوڑ، جاروب کش، جیون دیس، ہڑپہ کا ایک کتبہ، پہاڑوں کے بیٹے، جلوس جہاں، اے وہ کس کے لبوں، مطلب تو وہی ہے و دیگر نظمیں شامل ہیں۔

پانچویں باب میں فیض احمد فیض اور مجید امجد کے کلام کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے مقالہ نگار نے اپنی ناقدانہ صلاحیتوں کو بھرپور استعمال کیا ہے اور یہ نتائج اخذ کیے ہیں کہ دونوں شاعروں کے ہاں محنت کشوں کا ذکر ملتا ہے لیکن چونکہ فیض ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے اس لیے ان سے یہ توقع زیادہ کی جاتی ہے کہ وہ محنت کشوں کا زیادہ ذکر کریں گے ان کی نسبت مجید امجد ترقی پسند تحریک کا حصہ نہیں تھے اس لیے ان کے ہاں یہ موضوعات کم ملتے ہیں۔مقالہ نگار نے اس عمومی رائے کی تردید کی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ دونوں شاعروں کی نظموں میں محنت کش طبقے کے جملہ مسائل یکساں طور پہ پائے جاتے ہیں۔

فیض کی نظموں کا فنی و اسلوبیاتی مطالعہ(۵)

مقالہ نگار: ثروت نذیر نگرانِ مقالہ: محمد فخرالحق نوری

سالِ تکمیل: ۱۹۹۱ء کل صفحات: ۲۱۰

باب اوّل: فیض کی نظموں کے موضوعات

باب دوّم: فیض کی نظموں کا عروضی و ہیئتی مطالعہ

باب سوم: فیض کی نظموں میں تمثال کاری

باب چہارم: محاکمہ

اگر چہ بظاہر فیض کی نظموں کے فنی و اسلوبیاتی مطالعے کے سلسلے میں فیض کی نظموں کا موضوعاتی مطالعہ بلاجواز لگتا ہے لیکن مقالہ نگار نے پہلے باب میں یہ جواز پیش کیا ہے کہ فن اور موضوع کو الگ الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اکثر اوقات موضوع کی خوبصورتی فن میں نکھار پیدا کر دیتی ہے۔باب دوّم میں اسلوب کی اہمیت، مختلف اصنافِ نظم، سانیٹ، مسمط، نظم آزاد، نظم معریٰ، مستزاد وغیرہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔اُن کے ارکان وغیرہ کتنے ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ کلاسیکی شاعری کی ہیئتوں میں مخمس، مسدس، قطعہ، مثنوی، ترکیب بند، ترجیع بند، اسٹینزا، کواٹرین، ٹریپ لین اور کوئن ٹٹ اسٹینزا میں فیض کے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے فیض کی نظموں کے حوالے دیے گئے ہیں۔اس باب کے حصہ دوّم میں فیض کی نظموں کا عروضی جائزہ لیتے ہوئے تخصیص سے کام لیا گیا ہے۔چنانچہ فیض کی آزاد اور پابند نظمیں شامل نہیں ہے۔فیض کی پسندیدہ اور مرغوب بحروں کے ذکر کے ساتھ کثیرالاستعمال اور کم استعمال ہونے والی بحروں کی نشاندہی بھی عروضی تجزیہ کا حصہ ہے۔

باب سوم میں تمثیل کاری کے حوالے سے بحث شامل ہے، تمثیل کاری کی مختلف شکلیں اور حربے زیر بحث لانے کے بعد کلاسیکی عہد کے شعرا اور عصر حاضر شعرا کے ہاں تمثیل کاری کے نمونے پیش کیے گئے ہیں۔بعدازاں فیض کے مختلف شعری مجموعوں میں تمثیل کاری کی مختلف مثالوں کی نشاندہی کی ہے۔باب چہارم میں فیض کی نظموں میں موجود فنی محاسن تشبیہ، استعارہ، علامت، صنائع بدائع وغیرہ کا مختصر ذکر کر کے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ فیض نے اپنی نظموں میں تمام شاعرانہ محاسن کو برتا خواہ جدید ہوں یا قدیم۔آخری باب میں مجموعی طور پہ مقام و مرتبہ کا تعین کیا

گیا ہے۔مختلف جامعات میں فیض شناسی کے حوالے سے لکھے جانے والے تحقیقی مقالوں میں یہ واحد مقالہ ہے جس میں فیض کی شاعری پر بحث کرتے ہوئے اُن کی سوانح اور شخصیت کے باب کو ضمیمے میں شامل کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کا یہ تنقیدی رویہ اس کی ناقدانہ بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فیض احمد فیض بطور نثر نگار(۶)

مقالہ نگار: ندرت معین　　　　نگران مقالہ: ڈاکٹر افتخار احمد نیر صمدانی

سالِ تکمیل: ۱۹۹۳ء　　　　کل صفحات: ۳۴۴

ندرت معین نے فیض کی نثر نگاری پر تحقیق وتنقید کرتے ہوئے فیض کی نثر کے تمام پہلوؤں کو چھونے کی کوشش کی ہے اور اس تحقیقی کاوش میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ سات ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یوں ہے:

باب اوّل: فیض احمد فیض -سوانحی خاکہ
باب دوّم: فیض کا نثری سرمایہ
باب سوم: فیض کی تنقید
باب چہارم: فیض کی تخلیقی نثر
باب پنجم: فیض کی صحافت: اداریہ نگاری اور کالم نویسی
باب ششم: فیض کی نثر: فکری وموضوعاتی جائزہ
باب ہفتم: فیض کی نثر: اسلوب اورفن
ضمیمہ: عکسی دستاویزات

پہلے باب میں سوانحی حالات کے تذکرے کے بعد دوسرے باب میں فیض کے مختلف نثری مجموعوں کا مفصل تعارف دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مختلف کتب میں شامل فیض کی نثری تخلیقات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔تیسرے باب سے مقالہ نگار اپنے اصل موضوع کی طرف آئی ہیں۔ یہ باب پانچ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں فیض کی کتاب ''میزان'' کا تعارف اور اس کے مختلف مضامین کا تجزیاتی مطالعہ ہے جبکہ دوسرے حصے میں فیض کے اُن تنقیدی مضامین پر بحث کی گئی ہے جو فیض نے مختلف تنقیدی کتب میں لکھے ہیں اور منتشر حالت میں ہیں۔تیسرے حصے میں اقبال پہ لکھے گئے مضامین کا تنقیدی مطالعہ ہے۔ چوتھے حصے میں قومی تہذیب وثقافت کے موضوعات پر لکھی گئی نثر کا تجزیہ ہے جبکہ آخری حصے میں دیباچے اور مقدمے زیر بحث لائے گئے ہیں۔

چوتھا باب فیض کی تخلیقی نثر پر کی گئی تنقید وتحقیق کے حوالے سے ہے جس میں فیض کی ڈراما نگاری، یادداشت نگاری، سفرنامہ، خطوط اور غیر مدون خطوط کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ پانچواں باب فیض کے صحافت سے منسلک ہونے کی بدولت لکھے گئے اداریوں پر تنقید وتحقیق ہے۔فیض کی صحافتی نثر کے موضوعات اور اسلوب میں اُن کی باقی نثر کے

لہجے کو تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ چھٹے باب میں فیض کی نثر کی مختلف فکری جہتیں زیرِ بحث لائی گئی ہیں۔ساتویں باب میں مقالہ نگار نے فیض احمد فیض کی نثر اسلوب اور فن کے حوالے سے فیض کی نثر میں بیانیہ انداز، مکالماتی انداز، سادگی و سلاست کے ساتھ کہیں کہیں شاعرانہ تخیل کا سراغ لگایا ہے۔ضمیمہ میں جہاں فیض کی عکسی دستاویزات شامل ہیں۔فیض کے بچپن (۱۹۲۴ء) کے دوست سوریندر ناتھ کا ایک خط بنام ایلس فیض مرقومہ ۲۴/جنوری ۱۹۹۱ء ہے۔اگر چہ یہ خط انگریزی زبان میں ہے لیکن فیض کے بچپن اور اُن کے والد سلطان محمد خاں کے حالاتِ زندگی پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔(۷)

فیض اور غالب کے ذہنی رابطے(۸)

مقالہ نگار: انیلا بٹ نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر سید معین الرحمن

سالِ تکمیل: ۱۹۹۹ء کل صفحات: ۱۷

بابِ اوّل: فیض احمد فیض سوانحی خاکہ

بابِ دوّم: فیض اور غالب کے ذہنی رابطے

بابِ سوم: غالب کے بارے میں فیض کی نگارشات

سوانحی خاکے کے بعد اس مقالے کا دوسرا باب بنیادی حیثیت رکھتا ہے جسے مقالہ نگار نے نو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔جس کے ابتدائی تین حصے قابلِ ذکر ہیں اور مقالہ نگار کی موضوعِ تحقیق پر گرفت کا ثبوت بھی۔ پہلے حصے میں فیض کی کلاسیکی شاعری سے دلچسپی کا ذکر ہے۔ دوسرے حصے میں اس سوال سے بحث کو آگے بڑھایا گیا ہے کہ غالب نے فیض کو (Anticipate) کیا یا فیض نے غالب کی پیروی کی۔تیسرے حصے میں غالب کے فیض کی فکر پر اثرات کا ذکر ہے۔باب سوم میں غالب پر فیض کی لکھی ہوئی تمام تحریروں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ان مدوّن تحریروں میں پہلی ''غالب کی ایک غزل نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا'' کی شرح ہے۔دوسری ''مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے'' کی شرح پر مبنی ہے، تیسری تحریر ''غالب کے بارے میں فیض کا انٹرویو'' ہے اور چوتھی تحریر ''مصور دیوانِ غالب'' کے عنوان سے ہے۔ پانچویں تحریر ایک ڈرامائی فیچر ہے جس میں غالب کے بنیادی عنصر ادا سی کو موضوع بنایا گیا ہے۔اگر چہ یہ مقالہ طالب علمانہ کوشش ہے لیکن غالب اور فیض کی ذہنی ہم آہنگی پر تحقیقی کام کرنے والے محققین کی راہنمائی بھی کرتا ہے۔ مقالے میں مقالہ نگار نے بہت اختصار سے بحث کی ہے جس کے باعث مقالے میں تشنگی کا احساس بھی ہوتا ہے۔فیض کی غزل اور نظم پر غالب کے اثرات کا ذکر اگر الگ الگ ابواب کے تحت ہوتا تو زیادہ بہتر کام ہو سکتا تھا۔

فیض کے دیباچہ نگار(۹)

مقالہ نگار: تنزیلہ کنول نگرانِ مقالہ: پروفیسر اشفاق بخاری

سالِ تکمیل: ۲۰۰۴ء کل صفحات: ۲۷۳

باب اوّل: دیباچہ نگاری کے حوالے سے تمہیدی مباحث
باب دوّم: فیض کی کتابوں میں شامل دیباچے
(ا) فیض کے خودنوشت دیباچے
(ب) احباب اوراہلِ قلم کے دیباچے
باب سوم: فیض کے دیباچہ نگاروں کا تعارف
باب چہارم: فیض کے دیباچوں کا جائزہ

پہلا باب دیباچہ نگاری کے حوالے سے بنیادی مباحث پر مشتمل ہے ۔اس باب میں تقریظ، مقدمہ، پیش لفظ اوران لفظوں کے مترادفات کے حوالے سے ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس باب میں کوشش کی گئی ہے کہ ان الفاظ کے لغوی، معنوی اختلافات اورتصورات کی وضاحت کی جائے تا کہ دیباچہ نگاری ایک فن کے حوالے سے ہمارے سامنے ہو سکے ۔ پہلا باب دراصل اردو زبان وادب میں دیباچہ نگاری کے تصور اور صنف کی وضاحت کے حوالے سے ہے۔

دوسرا باب: فیض کی کتابوں پر لکھے گئے دیباچوں کی جمع آوری پر مشتمل ہے۔اس باب میں فیض کے شعری مجموعوں کے حوالے سے لکھے گئے تمام دیباچوں کو جمع کر دیا گیا ہے تا کہ قاری کی نظر سے بیک وقت تمام دیباچے گزر سکیں ۔اور وہ ان دیباچوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ان دیباچوں کا تنقیدی اورادبی مقام و مرتبہ متعین کر سکے ۔کسی بھی کتاب یا مقالے میں یہ دیباچے پہلی بار جمع کر دیے گئے ہیں۔تیسرا باب: فیض کے شعری مجموعوں کے دیباچہ نگاروں کے سوانحی حالات کے بارے میں ہے ۔ دیباچہ نگاروں کے جس قدر سوانحی حالات مل سکے باب میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چوتھا باب: فیض کے شعری مجموعوں کے دیباچوں کی تنقیدی اورادبی حیثیت کے بارے میں ہے۔اس باب میں مقالہ نگار نے فیض احمد فیض کے تمام شعری مجموعوں پر لکھے گئے دیباچوں کی ادبی حیثیت متعین کی ہے ۔

اشاریہ کلیاتِ فیض (۱۰)

مقالہ نگار: کاشفہ سعدیہ — نگرانِ مقالہ: پروفیسر اشفاق بخاری
سالِ تکمیل: ۲۰۰۴ء — کل صفحات: ۲۱۲

باب اوّل: غزلیات
باب دوّم: منظومات
باب سوم: قطعات
باب چہارم: تلمیحاتِ فیض
باب پنجم: لفظیاتِ فیض

باب ششم: تراکیب شعری

باب ہفتم: متفرقات

اس مقالہ میں پہلا باب مزید پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں غزلوں کی کل تعداد شعری مجموعوں کے لحاظ سے درج ہے اس کے بعد بالترتیب غزلیاتِ فیض بلحاظِ حروفِ تہجی، غزلیات بلحاظِ ردیف مقطع جن میں تخلص استعمال ہوا ہے اور اشاریہ غزلیات شامل ہیں۔ دوسرے باب میں مقالہ نگار نے پہلے نظموں کی کل تعداد شعری مجموعوں کے لحاظ سے درج کی ہے۔ اس کے بعد عنوانات بلحاظ حروف تہجی لکھے گئے ہیں۔ جبکہ تیسرے حصے میں نظموں کے پہلے مصرعے حروف تہجی کے اعتبار سے لکھے شامل ہیں۔ باب سوم میں قطعات کی کل تعداد شعری مجموعوں میں درج کرنے کے بعد ہر قطعہ کا پہلا مصرعہ حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے۔ باب چہارم تلمیحات فیض پر مشتمل ہے۔ اگرچہ فیض نے زیادہ تر تلمیحات روایتی شاعری ہی سے مستعار لی ہیں لیکن فیض کے ہاں قرآنی اور تاریخی تلمیحات کی نشاندہی کرتے ہوئے مقالہ نگار نے ناقدانہ اور محققانہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا ہے اور چند نئی تلمیحات فیض بھی متعارف کروائی ہیں۔ پانچویں باب میں فیض کی شاعری میں استعمال ہونے والے ان کثیر الفاظ کی نشاندہی کی گئی ہے جو فیض سے مخصوص ہو کر رہ گئے ہیں۔ مثلاً گل، بادِ نو بہار، گلشن، طوق، دار و رسن، مقتل، بادِ صبا اور قفس وغیرہ چھٹے باب میں فیض کی غزلیات اور منظومات میں استعمال ہونے والی تراکیب شعری حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے۔ ساتواں باب متفرقات پر مشتمل ہے۔ جس میں معنون کردہ شعری مجموعے تمام نظمیں، اساتذہ کے منقولہ اشعار تضامین، تراجم، ماخذات، دیگر اصناف نظم، شعری مجموعوں کے انتسابات، شعری مجموعوں پر فیض کے دیباچے، شعری مجموعوں پر دیگر افراد کے دیباچے، پنجابی کلام، فردیات، منظومات کی تاریخیں، مقامِ تاریخ، الہیات اور اماکن جیسے عنوانات کے تحت کلام فیض کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے کلامِ فیض کا اشاریہ مرتب کرتے ہوئے۔ یہ مقالہ ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مرتب کردہ اشاریے میں متعین کردہ تحقیقی کام کی راہوں پر چل کے کیا گیا ہے۔

فیض احمد فیض کی شخصیت اور فن کے حوالے سے جامعات میں ہونے والی تحقیق وتنقید کے مختصر جائزے کے بعد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگرچہ ان مقالوں کی کثیر تعداد ایم۔ اے سطح کے کام پر مشتمل ہے تاہم چند کام ایسے بھی ہیں جو بہت محنت، لگن اور تحقیقی جذبے کے ساتھ کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مقالے اس بات کا بھی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ مقالہ نگار کے ساتھ نگرانِ مقالہ نے بھی فیض پر تحقیقی کام کراتے ہوئے خصوصی دلچسپی لی۔ لہٰذا ان تحقیقی کاموں کو کتابی صورت میں پیش کرنا فیض شناسی کی روایت میں ایک اہم قدم ہوگا۔ البتہ کہیں یہ احساس بھی دامن گیر ہوتا ہے کچھ مقالے محض ڈگری کے حصول کے لیے لکھے گئے ہیں۔ فیض کی سوانح اور شخصیت کے حوالے سے معلومات کو ضمیمہ میں شامل کیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا، کیوں بعض مقالہ نگاروں نے سوانح حیات کے باب کو بہت تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ ایسے مقالہ نگاروں کا یہ تنقیدی رویہ فیض شناسی کی روایت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکا۔

ادب میں کسی عظیم، علمی و ادبی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا ایک معتبر ذریعہ اس کے اعزاز میں

تقریبات کا انعقاد کرانا ہے۔ چنانچہ اردو ادب کی دنیا میں میر، غالب اور اقبال کے اعزاز میں کئی قومی اور بین الاقوامی سطح کی تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ غالب اور اقبال کے بعد یہ اعزاز فیض کے حصے میں آیا ہے۔ یوں تو فیض احمد فیض جیسی عالمی شہرت یافتہ شخصیت کے اعزاز میں ہونے والی تقریبات کی تعداد ان گنت ہے، تاہم ان کی عظمت کے اعتراف میں ان کی حیات ہی میں باقاعدہ فیض سیمینار کا آغاز ہو چکا تھا۔ تاہم فیض صدی کے موقع پر دنیا بھر میں فیض کی یاد میں سیمینار اور کانفرنسیں منعقد ہوئی۔ بعض انتظامی امور کے سبب یہ جشن قدرے تاخیر کا شکار ہوا چنانچہ پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، شعبہ اردو کے زیر اہتمام مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۱۲ء کو فیض احمد فیض اور میرا جی کی صد سالہ تقریبات کے حوالے سے ایک روزہ قومی سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ یہ سیمینار دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست فیض احمد فیض کی مناسبت سے اور دوسری نشست میرا جی کے حوالے سے تھی۔ پہلی نشست کی صدارت معروف قانون دان جناب عابد حسن منٹو نے کی۔ تقریب کی مہمان خصوصی فیض احمد فیض کی صاحب زادی منیزہ ہاشمی تھیں۔ پہلی نشست میں چار مقالے پڑھے گئے۔ پہلا مقالہ عارفہ شہزاد استاد شعبہ اردو نے پڑھا۔ جس کا عنوان "کلام فیض مترجمہ ڈاکٹر محبوب الحق" تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر محبوب الحق کے تراجم کلام فیض کی خامیاں بیان کیں۔ دوسرا مقالہ ڈاکٹر ضیاء الحسن نے "فیض اور ہمارا عہد" کے عنوان سے پڑھا۔ انھوں نے کہا کہ فیض کی شاعری ہمیں آج بھی غیر طبقاتی نظام فکر کی طرف کھینچتی ہے۔ تیسرا مقالہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کی استاد سعدیہ طاہر نے پڑھا جس کا عنوان "فیض کی شاعری میں افریشیائی عناصر" تھا۔ آخر میں ڈاکٹر انوار احمد (مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین) نے فیض احمد فیض کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستانی ثقافت کے تناظر میں مکدرم فیض کے نظریہ ثقافت پر روشنی ڈالی۔ ان مقالات کے بعد فیض کی صاحب زادی منیزہ ہاشمی نے اظہار خیال کرتے ہوئے فیض احمد فیض کی شخصیت پر بات کی۔ صدارتی خطبہ تقریب کے صدر نشین عابد حسن منٹو نے دیا۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں فیض شناسی کا تیسرا اور قابل ذکر پہلو اورینٹل کالج، کے تحقیقی مجلّہ "بازیافت" کا فیض اور میرا جی کے حوالے سے خصوصی شمارے کا اجرا ہے۔[11] فیض اور میرا جی کے حوالے سے منعقدہ سیمینار میں پڑھے گئے مقالے کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس شمارے میں فیض احمد فیض کی یاد میں دس تحریریں شامل ہیں۔ جن میں 'پاکستانی ثقافت کے بارے میں فیض کے تاثرات' از ڈاکٹر انوار احمد 'فیض احمد فیض کی شاعری میں فلسفہ اخلاق' از اصغر علی بلوچ، 'فیض احمد فیض: آن لائن تنقید کی روشنی میں' از محمد کامران اپنے نوعیت کے منفرد مضامین ہیں جو فیض فہمی کی روایت میں نئے پن کا احساس دلاتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں فیض شناسی کی روایت کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پاکستانی یونیورسٹیوں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں میں فیض شناسی کی روایت کی خشت اول پنجاب یونیورسٹی نے رکھی اور اس روایت کو آج تک برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فیض پر کیے جانے والا تحقیقی کام معیار اور مقدار کے حوالے سے سرفہرست ہے۔ اگرچہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں فیض کے حوالے سے لکھے تحقیقی مقالے ایم اے سطح کے ہیں لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان مقالوں میں سے چند ایک کا معیار ایم فل سطح کے مقالوں

سے بھی بلند ہے۔ بلاشبہ یہاں فیض پر ایم اے سطح کا ہونے والا کام دیگر یونیورسٹیوں میں فیض پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے تحقیقی کام کا پیش خیمہ بنا۔لہذا فیض شناسی کی روایت میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا سکتا۔

مراجع و مصادر:

(۱) حنیفہ اختر، **فیض احمد فیض: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۶۷ء

(۲) ماہرہ خانم، **فیض کی غزل گوئی**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۵ء

(۳) ممتاز فاطمہ، **فیض احمد فیض کی اردو نثر**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۸ء

(۴) ناز تسنیم، **فیض احمد فیض اور مجید امجد کی نظموں میں محنت کشوں کا تصور**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۹ء

(۵) ثروت نذیر، **فیض کی نظموں کا فنی و اسلوبیاتی مطالعہ**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء

(۶) ندرت معین، **فیض احمد فیض بہ طور نثر نگار**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء

(۷) ایضاً ۳۲۴

(۸) انیلا بٹ، **فیض اور غالب کے ذہنی رابطے**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء

(۸) تنزیلہ کنول، **فیض کے دیباچہ نگار**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء

(۱۰) کاشفہ سعدیہ، **اشاریہ کلیاتِ فیض**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء

(۱۱) **بازیافت** (مدیر: ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری) شمارہ ۲۱، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، جولائی - دسمبر ۲۰۱۱ء